قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 16 جون 2021ء | 05 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:142

فرمانِ رسول ﷺ

تواضع اور خاکساری

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہر انسان کا سر دو زنجیروں میں ہے۔ ایک زنجیر ساتویں آسمان تک جاتی ہے اور دوسری زنجیر ساتویں زمین تک جاتی ہے۔ جب انسان تواضع یا عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے اور جب وہ تکبّر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں زمین تک لے جاتا ہے۔

(کنزالعمال حدیث 5745)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تواضع انسان کو صرف بلندی میں ہی بڑھاتی ہے۔ پس تواضع اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رفعتیں عطا کرے گا۔

(کنزالعمال حدیث نمبر 5740)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

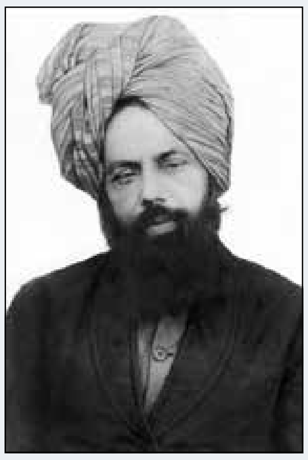

عاجزی اور انکساری

’’مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ)

یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا اور یہ بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ فرمایا اس لئے اگر کسی کے انکسار اور فروتنی اور تحمل اور برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمت گار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کر دیا اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہو گیا تو بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 437-438۔ ایڈیشن 1988ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57)

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232 ایڈیشن 1988ء)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

ارشادِ باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ہَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الْجٰہِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۴﴾

(الفرقان:64)

ترجمہ:۔ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ’’سلام‘‘

فرمانِ خلیفۂ وقت

عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس خُلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے چنانچہ دیکھیں باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو اور اس یہودی کو بھی پتہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں یہودی ہوں اور جھگڑا میرا مسلمان سے ہے اور پھر معاملہ بھی آپ ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اپنے اس جھگڑے کا معاملہ آپ ﷺ کے پاس ہی لاتا ہے، آپ کی خدمت میں ہی پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مذہبی اختلاف کے باوجود اس کو یہ یقین تھا اور وہ اس یقین پر قائم تھا کہ یہ عاجز انسان ﷺ کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس یہودی کو یہ بھی یقین تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے اپنے مرید کو یہی کہیں گے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ یہ یقین اس لئے قائم تھا کہ آپ کی زندگی جو زندگی اس یہودی کے سامنے تھی اس سے یہی ثابت ہوتا تھا اور آپ کا یہ حسن خلق اس کو پتہ تھا اور یہ حسن خلق آپ میں اس لئے تھا کہ وہ شرعی کتاب جو آپ پر اتری یعنی قرآن کریم اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ’’اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام‘‘۔ یعنی جھگڑے کو بڑھاتے نہیں بلکہ وہیں معاملہ نپٹا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی جھگڑا کرنے کی کوشش بھی کرے تو اس کو آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ جاہلوں کی طرح ذرا ذرا سی بات پر سالوں جنگیں لڑنے کی ان کو عادت نہیں ہے۔ تو یہ ہے وہ حسن خلق جو آنحضرت ﷺ میں تھا اور جو آپ اپنی امت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

(خطبہ جمعہ 2 جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- چہرہ ایسا شمع جیسے انجمن پہنے ہوئے (منظوم)
- حضرت خلیفۃ المسیح اول کا فہم قرآن اور چند مثالیں
- یاد رفتگاں
- دنیا کا مہنگا ترین ٹریفک جام

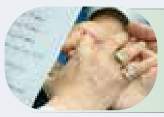

دربارِ خلافت

خدا کی رہنمائی سے حق قبول کرنیوالوں کے کچھ واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر انڈونیشیا کے ایک دوست تھے جن کو گو بیعت کئے ہوئے تو چند سال ہو چکے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا۔ملٹری ہسپتال میں داخل تھا تو ہوش آتے ہی میں نے ایک کشف دیکھا کہ جیپ کی چھت پر ایک وسیع ٹیلی ویژن سکرین لگی ہوئی ہے یا چھت اس سکرین کی طرح چمک رہی ہے اور اس پر پہلے عربی میں کلمہ لکھا ہوا دیکھا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ پھر اس کے بعد قرآنِ کریم اور کچھ احادیث بھی دکھائی دیں اور آخر پر باری باری یہ کلمات لکھے دکھائے گئے۔ اسلام سے قبل نہیں مرنا۔ قیامت ابھی نہیں آئی۔ اور پھر یہ لکھا ہوا آیا کہ انسان کی زندگی ایک کتاب کی سی ہے۔ یہ کتاب انسان کی پیدائش کی طرح کھلتی ہے اور انسان کے مرنے کی طرح بند ہو جاتی ہے اور کسی وقت یہ دوبارہ کھولی جائے گی۔ ان کلمات میں سے ایک جملے سے ویول (Wewil) صاحب (اُن کا نام تھا) بڑے بے چین ہو گئے۔ اور یہ جو جملہ تھا کہ ’’اسلام سے قبل نہیں مرنا‘‘۔ اس پر بڑے حیران تھے کہ مَیں تو مسلمان ہوں اور میرے مسلمان ہونے کے باوجود مجھے یہ جملہ دکھایا گیا ہے۔ صحتیاب ہونے کے بعد انہوں نے بہت ساری مذہبی کتابیں پڑھیں۔ ایک حدیث پڑھی جس میں اسلام میں تہتّر فرقوں کا ذکر تھا جس میں ایک فرقہ ناجی ہے اور باقی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے اہلسنت والجماعت فرقہ کی تلاش شروع کر دی۔ جب وہ اپنے کسی عالِم یا مولوی سے ملتے تو ضرور اس کے متعلق سوال کرتے اور جواب ہمیشہ یہی ہوتا کہ ہم ہی اہلِ سنت والجماعت ہیں لیکن دلی طور پر یہ صاحب تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کہتے ہیں سالہا سال تک وہ ناجی فرقہ کی تلاش میں رہے لیکن انہیں کچھ نہ ملا۔حتیٰ کہ جب حج کرنے مکّہ گئے تو وہاں بھی فرقہ اہلِ سنت والجماعت کو نہ پا سکے۔ 1998ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔ کسی سے اپنی بے چینی کا ذکر کیا کہ یہ کیا چیز ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ پھر اُن کو ہمارے کسی احمدی نے بتایا کہ ’’جماعت‘‘ کے لئے ضروری ہے کہ ایک جماعت ہو، جماعت کا ایک امام ہو اور پھر اُس کے پیروکار بھی ہوں۔ اور مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ امام بھی ایسا ہو جو عالمی سطح پر ہو اور اُس کے پیروکار اُس کے مکمل مطیع ہوں۔تو اس احمدی نے جب ان غیر احمدی کرنل کو بتایا کہ اس زمانے میں وہ جماعت جس کا ایک عالمی امام ہے وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے اور یہ امام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی، جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے خلیفہ ہیں تو پھر اُس وقت یہ جو غیر احمدی کرنل ویول صاحب تھے، انہوں نے کہا کہ علماء کے نزدیک تو بانی جماعت احمدیہ نعوذ باللہ فتنہ پرداز تھے۔ اس کے جواب میں احمدی نے حقائق پیش کئے اور بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس زمانے میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ دن بدن میرا ایمان ترقی کرتا چلا گیا۔ آخر انہوں نے ایک وقت میں بیعت کر لی اور بیعت کرنے کے بعد تبلیغ کے میدان میں بڑی ترقی کر رہے ہیں اور تبلیغی شوق جو ہے اتنا ہے کہ وہاں سے ہمارے رپورٹ

بقیہ صفحہ 6 پر

چہرہ ایسا شمع جیسے انجمن پہنے ہوئے

چہرہ ایسا شمع جیسے انجمن پہنے ہوئے
جسم ایسا جیسے آئینہ بدن پہنے ہوئے
عرش سے تا فرش اک نظّارہ و آواز تھا
جب وہ اُترا جامۂ نورِ سخن پہنے ہوئے
رات بھر پگھلا دعا میں اشک اشک اس کا وجود
تب کہیں یہ صبح نکلی ہے چمن پہنے ہوئے
اس حجابِ وصل میں اٹھتے ہیں پردے ذات کے
جسم ہوں بے پیرہن بھی پیرہن پہنے ہوئے
اُن کی خوشبو اب وطن کی خاک سے آنے لگی
وہ جو زنداں میں ہیں زنجیرِ وطن پہنے ہوئے
اُٹھ گیا گھبرا کے اور پھر رو پڑا بے اختیار
میں نے دیکھا جب وطن اپنا کفن پہنے ہوئے
گر کرم تم بھی نہ فرماؤ تو پھر دیکھے یہ کون
آئینے ٹوٹے ہوئے گردِ محن پہنے ہوئے

عبید اللہ علیم

(یہ زندگی ہے ہماری۔ نگارِ صبح کی اُمید میں صفحہ 27-28)

آج کی دعا

سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی درود شریف اور استغفار کی خصوصی تحریک

’’ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے چلے جانا ہوگا۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ کس طرح دشمن کے مکر اور اس کے حربے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تباہ وبرباد ہوجاتے ہیں‘‘

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ، إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ۔

استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 30اپریل 2021ء میں درود شریف اور استغفار پڑھنے کی طرف اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے، عبادتوں کو سنوارنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

’’پس ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اپنی عبادتوں کو سنوارنے، اور درود اور استغفار پڑھنے توبہ کرنے، دعائیں کرنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔۔۔ پس ان دنوں میں بہت زیادہ توبہ اور استغفار ہمیں کرنی چاہئے۔ یہ رمضان کا مہینہ قبولیتِ دعا کا مہینہ بھی ہے اور اس کا آخری عشرہ جہنم سے بچانے والا بھی ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں درود اور استغفار کرنے والا بنائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 30اپریل 2021ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

آزمودہ نسخے

آج سے قسط وار بعض ایسے طبّی نسخوں کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بیان فرمائے۔ اگر قارئین کے پاس آزمودہ نسخے بالخصوص سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں تو مستند حوالے کے ساتھ بھجوائے جاسکتے ہیں۔ اگر الگ سے مضمون کے طور پر بھجوائیں تو ادارہ الفضل قدر کی نگاہوں سے دیکھے گا۔

مچھلی کی ہڈی گلے میں پھنس جانے کا علاج

جناب نواب صاحب کے لڑکے کے گلے میں ایک ہڈی کا ٹکڑا پھنس گیا تھا مولوی صاحب اس کے علاج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب نواب صاحب کے ساتھ واپس آئے تو انہوں نے ذکر کیا کہ ہڈی پھنس گئی تھی اور شکر ہے کہ نکل گئی۔

فرمایا: مچھلی کی ہڈی کا علاج تو سہل ہے کہ دہی سرکہ ملا کر پلایا جاوے تو فوراً نکل جاتی ہے۔

اور فرمایا کہ:۔ خدا کا فضل قدم قدم پر انسان کو مطلوب ہے اگر اس کا فضل نہ ہو تو یہ جی نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 205)

سر درد کا علاج

ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کی میرے سر میں درد رہتا ہے اور ہمیشہ گرمی میں تنگ کرتا ہے شام کو جب ٹھنڈ شروع ہوتی ہے تو آرام ہو جاتا ہے ورنہ تمام دن اور گرمی کے وقت مجھے سخت تکلیف رہتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ علاج بھی کیا ہے اس نے کہا ہاں۔ وہ ٹکیہ بھی کھائی ہیں جو کہ سر درد کے آرام کے لئے آج کل مشہور ہیں مگر فائدہ نہیں۔

فرمایا کہ:۔ ہڈیوں کا شوربہ پیا کرو۔ ہڈیاں ایسی لیں جن میں کچھ گوشت چڑھا ہوا اس کو اُبال کر شوربہ ٹھنڈا کرو کہ چربی جم جاوے۔ اس چربی کو نکال دو۔ ایک رومال پانی میں تر کر کے شوربہ اس میں چھانو کہ چربی اس میں لگ جاوے اور خالص شوربہ رہے وہ پیا کرو اور ہم دعا بھی کریں گے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 406)

سر درد اور متلی کا علاج

نماز ادا کر کے حضرت اقدسؑ تشریف لے جانے لگے تو مفتی محمد صادق صاحب نے سر درد اور کچھ متلی وغیرہ کی شکایت کی۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:۔

آج شب کو کھانا نہ کھانا اور کل روزہ نہ رکھنا۔ سکنجبین پی کر اس سے قے کر دو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 438)

دانت درد کا علاج

ایک صحابی کے دانت میں سخت درد تھی حضرت نے فرمایا کہ:۔

اس کے لئے مجرّب علاج یہ ہے کہ ایک بوٹی بنام کارابارا نہر کے کنارے ہوتی ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب اسے لے کر منہ میں رکھا اور چبایا اور اس کا اثر دانت پر پہنچا کیسا ہی سخت درد کیوں نہ ہو آرام ہو جاتا ہے۔

ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کارابارا اور کاربولک ایک ہی شے معلوم ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ:۔

یہ عربی لفظ قَلَعَ وَ بَرَا ہوگا نہ کہ کاربولک۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 437، 438)

طاعون کا مفید اور مجرّب علاج

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ

اس کے لئے جونک کا لگانا اور زیادہ مقدار میں مگنیشیا کا جلاب دے کر پھر کیوڑہ اور زہربی وغیرہ مصفّی خون ادویہ کا استعمال کرنا بہت مفید اور مجرّب ہے کیونکہ اس میں خونی اور سوداوی مواد ہوتے ہیں۔ یہ ان دونوں کا علاج ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 438)

اضطراب کا علاج

مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کی علالت طبع کا ذکر آ گیا کہ ان کو اضطراب بہت ہے۔ فرمایا کیوڑہ اور گاؤزبان بہت مفید ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 390)

مثانہ سے پتھری کا علاج

بعض وقت مثانہ سے جو کنکر وغیرہ تکلیف دے کر پیشاب کی طرح نکلتے ہیں ان کی نسبت فرمایا کہ:

نربسی 3 رتی اور وائنم اپی کاک کا استعمال اس کے واسطے بہت مفید ہے اور چاول وغیرہ لیسدار اشیاء کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ یہی لیس منجمد ہو کر کنکر بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ:۔ میرے والد صاحب کو بھی یہ مرض رہی ہے وہ صبر کی گولیاں استعمال کرتے تھے۔ بہت مفید ہیں اس میں صبر، سہاگہ، بزرالنج، فلفل اور دار فلفل وغیرہ ادویہ ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 176)

کھانسی کا علاج

26 جنوری 1903ء حضورؑ نے تشریف لا کر مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو فرمایا کہ:۔

میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سامنے جائفل اور ایک گانٹھ نہیں معلوم سپاری کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد مجھے دو گھنٹہ تک کھانسی سے بالکل آرام رہا حالانکہ اس سے پیشتر مجھے کھانسی دم نہ لینے دیتی تھی۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 164)

صرع یعنی مرگی کا علاج

اگر صرع کے مریض کو کونین، کچلہ، فولاد دیں اور اندر دماغ میں رسولی نہ ہو تو وہ اچھا ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 470)

زخموں کا علاج

ان سب سے بڑھ کر مرہم عیسٰی کا نسخہ ہے جس کو مسلمان، یہودی، رومی اور عیسائی اور مجوسی طبیبوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یہ مسیح کے زخموں کے لئے تیار ہوا تھا اور اس کا نام مرہم عیسٰی اور مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم شلیخہ وغیرہ بھی رکھا۔ کم از کم ہزار کتاب میں یہ نسخہ موجود ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 440)

اکمہ یعنی شب کور کا علاج

اکمہ کا لفظ ہے جس کے معنی شب کور کے ہیں اور اب معنی یہ کر لئے جاتے ہیں کہ مادر زاد اندھوں کو شفا دیا کرتے تھے حالانکہ یہ اکمہ وہ مرض ہے کہ جس کا علاج بکرے کی کلیجی کھانا بھی ہے اور اس سے بھی یہ اچھے ہو جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 471)

وضو کے طبّی فوائد

وضو کا کرنا طبّی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آجاتی ہے۔ (آنکھ دکھنے لگتی ہے۔ ایڈیٹر) اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے۔ اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے۔ دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے۔ پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے۔ ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 41)

(ابوسعید)

افضال احمد توقیر

یادِ رفتگاں

والدِ محترم ڈاکٹر سلیم احمد خلیل صاحب (آف ڈگری سندھ)

زندگی کا مختصر خاکہ

خاکسار کے والدمحترم جو ہم سب بہن بھائیوں کے بہترین دوست بھی تھے مؤرخہ 4 مارچ 2021 کو ایک مختصر علالت کے بعد اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ محترم حکیم سردار محمد صاحب مرحوم اور محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ مرحومہ کی پہلی نرینہ اولاد تھے۔ ہمارے دادا اُن دنوں ڈگری ضلع تھر پارکر سندھ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کی والدہ آپ کی متوقع پیدائش کے پیش نظر اپنے والدین کے پاس قادیان تشریف لے گئیں تھیں۔ جہاں آپ 14 اپریل 1939 کو محلہ دارالرحمت قادیان میں پیدا ہوئے۔

خاندان میں احمدیت

آپ کے آباؤ اجداد لودھی ننگل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے خاندان میں احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے دور خلافت میں آپ کے دادا چوہدری اللہ دتہ صاحب مرحوم کی ایک مبشر رؤیا کے ذریعہ آئی۔ آپ کے دادا مرحوم گو ایک چھوٹے زمیندار تھے لیکن اپنی ذہانت اور فراست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علاقہ میں ایک ممتاز مقام عطا فرمایا تھا۔ ان کی قبول احمدیت کے ساتھ ہی نصف گاؤں نے اسی روز بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت کی سعادت پائی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

والد صاحب کے پڑنانا چوہدری محمد بخش ؓ صاحب نے ایک مبشر رؤیا کے ذریعہ 1898میں قادیان جاکر حضرت مسیح موعود ؑ کے ہاتھ پر دستی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے گھر جاکر اپنے بیٹوں کو بھی احمدیت میں شامل ہونے کی تلقین کی چنانچہ آپ کے نانا چوہدری امین اللہ ؓ صاحب سمیت تینوں بھائیوں کو بھی 1898 میں ہی حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی توفیق ملی۔ رجسٹر روایات صحابہ کے مطابق آپ کے نانا جان نے 1902 میں حضرت مسیح موعود ؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور ؑ سے ملاقات کے وقت اُن کی عمر 16 سال تھی۔ چوہدری محمد بخش صاحب ؓ کی وفات کے بعد یہ خاندان مستقل طور پر قادیان منتقل ہوگیا اور محلہ دارالرحمت میں نصف بلاک سکنی اراضی خرید کر اس روحانی بستی کو اپنا مسکن بنا لیا۔

جماعتی ودینی خدمات

میرے والدمحترم کی دینی خدمات 65 سال سے زائد عرصہ پر محیط ہیں۔ طالب علمی کے زمانے میں قائد مجلس ڈگری سندھ رہے۔

اپنے ربوہ کے قیام کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ اس دور کا ایک واقعہ خاکسار کو اکثر سُناتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے جب ربوہ تزئین کمیٹی کی بنیاد رکھی تو اسکی پہلی میٹنگ میں بھی آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی نمائندگی میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ آپ کی نشست حضور ؒ کے نزدیک ہی تھی (معین جگہ ہمیشہ بتاتے تھے لیکن میں بھول گیا ہوں)

قائد مجلس مظفر آباد اسٹیٹ (لابنی) ضلع بدین

صدر جماعت مظفر آباد اسٹیٹ (لابنی) ضلع بدین (اپنے یہاں قیام تک آپ ہی صدر جماعت رہے جو کہ اندازاً 10 سال کا عرصہ بنتا ہے)

تقریباً 17 سال مسلسل صدر جماعت احمدیہ ڈگری سندھ رہے متعدد بار مجلس شوریٰ میں ضلع تھر پارکر اور ضلع میر پور خاص کی نمائندگی میں شامل ہوئے۔ آپ کو سب کمیٹیوں کا ممبر بننے کی توفیق ملتی رہی۔ جرمنی ہجرت سے قبل 6 ماہ کا عرصہ کراچی میں گزارہ وہاں بھی خدمت دین کو فکر معاش پر ترجیح دی اور باقاعدگی کے ساتھ گیسٹ ہاؤس جاکر خدمت کرتے رہے۔

جرمنی آنے کے بعد بھی مسلسل خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کو بطور نیشنل قائد عمومی مجلس انصار اللہ جرمنی خدمت کی توفیق ملی۔ ایک بار صدر صاحب مجلس انصار اللہ کی غیر موجودگی میں قائم مقام صدر مجلس انصار اللہ جرمنی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مہینے میں 25، 26 دن دفتر آتے اور نہایت محنت ولگن سے کام کرتے آپ کے دور میں ماہانہ رپوٹس 40-45 سے بڑھ کر 70-71 تک پہنچ گئیں۔

(تاریخ مجلس انصار اللہ جرمنی صفحہ 111)

دار القضاء جرمنی میں بطور ،قاضی اول ،ناظم دارالقضاء،اور ممبر اپیل بورڈ جرمنی کے طور پر خدمات انجام دینے کی توفیق پائی۔ (آپ کی دارالقضاء جرمنی میں خدمات کا عرصہ تقریباً 19 سال بنتا ہے)۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

آپ ایک امین اور دیانت دار شخص تھے۔ دارالقضاء کی خدمت کے دوران کبھی کسی کیس کو گھر میں زیر بحث نہیں لائے۔ گھر میں اگر کسی کیس کے حوالہ سے اپنے ساتھی یا سائل سے بات کرنی ہوتی تو الگ کمرہ میں جا کر بات کرتے۔ فیصلہ لکھنے سے پہلے حضور انور کی خدمت میں دعا کی غرض سے خط لکھتے اور اللہ تعالیٰ سے رہنمائی مانگتے اور پھر فیصلہ لکھتے۔ آپ نے اپنی اس ذمہ داری کے پیش نظر اردو ٹائپنگ سیکھی۔ آپ اپنے فیصلے وخطوط خود ٹائپ کیا کرتے تھے بلکہ بعض اوقات اپنے قاضی ساتھیوں کے فیصلے بھی ٹائپ کر دیا کرتے تھے۔ تاریخ دارالقضاء جرمنی لکھنے اور ٹائپ کرنے میں بھی پیش پیش رہے۔ آپ نہایت معاملہ فہم اور زیرک انسان تھے۔ آپ کی وفات پر آپ کے بہت سے جاننے والوں سے ملاقات ہوئی اور بہت سے احباب نے اس بات کا ذکر کیا کہ ہم اکثر جماعتی اور اپنے دیگر دنیاوی معاملات میں ان سے رہنمائی اور مشورہ مانگا کرتے تھے آپ نہایت دیانت داری سے مشورہ دیا کرتے اور اکثر اوقات کہتے کہ مجھے کچھ وقت دیں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے آپ کو بتاؤں گا اور کچھ گھنٹوں یا اگلے روز مشورہ دیا کرتے تھے۔ آپ کے کئے ہوئے ایک فیصلے کو دارلقضاء کی جانب سے شائع کردہ ایک کتاب میں مثالی فیصلہ کے طور پر شائع کیا گیا ہے آپ اس بات کا بھی ذکر بھی بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔

امانت داری کے حوالہ سے ایک واقعہ بھی یاد آ گیا جو نہ صرف ان کی امانت داری کو ثابت کرتا ہے بلکہ بہادری اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے حوالہ سے بھی ایک مثال ہے۔ غالباً 1990 کی بات ہے کہ والد صاحب کا پاکستان سے جرمنی ہجرت کا پروگرام بنا انہوں نے یہ سفر اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ کرنا تھا ویزے وغیرہ بھی لگ کر آچکے تھے بس ایک دو دن میں روانگی تھی۔ ان دنوں ہمارے پاس فان گیس کی سب ایجنسی ہوتی تھی (مین ڈیلر میر پور خاص میں تھے) جس میں لوگ اپنے خالی سلنڈر امانتاً جمع کروا جاتے تھے اور جب سپلائی آتی تھی تو رسید دکھا کر اور گیس کی قیمت ادا کر کے سلنڈر لے جاتے تھے۔ انہی دنوں ہمارے مین ڈیلر نے ہمارے اور علاقے کے باقی سب ڈیلروں کے سارے خالی سلنڈر جو ہمارے پاس لوگوں کی امانت تھے اور ہم نے انہیں بھروانے کے لئے ان کے سپرد کر دیا تھا بیچ کر کراچی بھاگ گئے۔ والد صاحب اپنے سفر کی تیاریاں مکمل کر چکے تھے اور ایک دو دن میں روانگی تھی جب آپ کو اس بات کا علم ہوا آپ نے فوری طور پر اپنا سفرملتوی کر دیا اور لوگوں کا نقصان اپنی جیب سے ادا کرتے رہے۔

خلیفۂ وقت سے محبت اور تعلق

خلافت سے آپ کوعشق کی حد تک پیار تھا ہمیشہ خلیفہ وقت کی خدمت میں خطوط لکھتے اور اپنی ہر پریشانی اورخوشی خلیفہ وقت سے شیئر کرتے آپ خلیفہ وقت کو خط لکھتے وقت اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ اپنی بات مختصر الفاظ میں بیان کریں اور ہر لکھے گئے خط کو ایک فائل میں پلاسٹک کور میں لگاتے اور ساتھ ہی فیکس کی رپورٹ بھی منسلک کر دیتے جواب آنے پر وہ بھی اسی خط کی پشت پر اسی کور میں لگادیتے۔ ہم میں سے جو بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے جاتا تو لازمی حضور کو سلام بھجواتے۔ حضور انور سے آپ کی جتنی بھی ملاقاتیں ہوئی ہیں (چاہے وہ ذاتی ملاقات ہوں یا جماعتی گروپس) سب کی تصاویر آپ کے گھر کی دیواروں کی زینت ہیں۔ خلفاءِ وقت کی تحریکات پر فوری لبیک کہتے۔ کوشش کرتے کہ حضور ایدہ اللہ کی جانب سے کوئی بھی تحریک ہو اُس پر فوری لبیک کہیں۔ چاہے وہ مالی تحریک ہو یا دعاؤں کی تحریک۔

ہمارے خاندان کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ اپنی زمینوں واقع محمد آباد اور محمود آباد وغیرہ کے دورے پر تشریف لے جاتے تھے۔ (حضور ؓ یہ سفر بذریعہ ریل فرماتے تھے) میر پور خاص سے ایک ڈیڑھ فٹ کی ریلوے لائن چلتی تھی جو براستہ ڈگری جاتی تھی اس سفر کے دوران دوپہر کا کھانا محترمہ دادی جان تیار کیا کرتی تھیں جو اسٹیشن پر قافلہ کے سپرد کر دیا جاتا تھا اور دوران سفر تناول کیا جاتا تھا برتن وغیرہ اگلے اسٹیشنوں سے واپس بھجوا دیئے جاتے تھے۔ اسی طرح واپسی کے سفر میں شام کی چائے بھی اسی طرح گاڑی میں بھجوائی جاتی تھی۔

(ان واقعات کے ذکر کا موقع ملا تو محترم دادا جان کی سیرت میں تفصیل سے ذکر کروں گا ان شاء اللہ) حضرت مصلح موعود ؓ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کے دورِ خلافت میں بھی یہ سفر اسی طرح جاری رہے۔ اسی طرح کے ایک دورہ کے دوران والد صاحب بتاتے ہیں کہ گاڑی رکنے کے بعد پہرے دار اور قافلہ کے دیگر اراکین حضور ؒ سے کچھ دیر کے لئے جدا ہو گئے حضور ؒ کھڑکی کے پاس تشریف فرما تھے اور ڈبے میں بالکل اکیلے تھے ۔ والد صاحب کی طبیعت میں ایک شرم اور حیا پائی جاتی تھی لیکن اس موقع کو دیکھتے ہوئے کہ حضور بالکل اکیلے ہیں آپ جو کہ پلیٹ فارم پر کھڑے تھے ہمت کر کے کھڑکی کے پاس تشریف لے گئے اور حضور ؒ سے اپنی کمزور پریکٹس اور مالی پریشانیوں کا ذکر کیا۔ حضور ؒ نے کچھ لمحات کے توقف کے بعد فرمایا ہجرت کر جائیں۔ والد صاحب نے حضور ؒ کی نصیحت کے مطابق سنجر چانگ سے اپنی پریکٹس ختم کر کے مظفر آباد اسٹیٹ (لابنی) کے قریب کپری موری میں پریکٹس شروع کر دی۔ حضور ؒ کی دعاؤں کی دعا کی برکت

سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور تمام مالی مشکلات دُور ہوگئیں۔ پاکستان سے جرمنی ہجرت سے 6 ماہ قبل آپ ڈگری سے کراچی منتقل ہو گئے تھے اور پھر جرمنی آ گئے۔

نظام جماعت اور عہدیداران سے محبت

آپ نظام جماعت کی بہت زیادہ غیرت رکھنے والے تھے۔ کبھی نظام کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تھے اور نا ہی کسی کو کرنے دیتے تھے۔ فوری طور پر نہایت سختی سے ٹوک دیتے کہ یہ بات مناسب نہیں ہے۔ عہدیداران کی بھی بہت عزت کرتے تھے۔ ضعیفی کی وجہ سے جماعتی اجلاسات وغیرہ میں شامل ہونے سے قاصر تھے لیکن صدر صاحب جماعت سے مسلسل رابطہ میں رہتے۔ جماعتی خدمت کرنے والے بھی ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ کو جماعتی اطلاعات وغیرہ بروقت پہنچاتے۔ محترم سیکرٹری صاحب مال چندہ بھی گھر آ کر لے جاتے تھے۔ لوکل سیکرٹری صاحب مال بتاتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے دروازہ سے چندہ پکڑا کر لوٹا دیا ہو۔ ہمیشہ گھر کے اندر لیکر جاتے۔ احترام سے بٹھاتے اور اپنا چندہ جو انہوں نے پہلے سے تیار کر کے رکھا ہوتا تھا، حوالے کرتے اور رسیدیں لے لیتے۔ خاکسار کو بھی بوجہ جماعتی خدمت کے اپنی باقی اولاد سے زیادہ تکریم دیتے۔ کبھی تم کہہ کر نہ بلاتے (ویسے تو وہ اپنے سب بچوں اور ان کے بچوں کو بھی آپ کہہ کر ہی مخاطب کرتے تھے)۔ باوجود کمزوری اور ناتوانی کے کھڑے ہو کر استقبال کرتے اور کھڑے ہو کر ہی رخصت کرتے۔ اپنے پوتے عزیزم ابدال احمد توقیر جو کہ اللہ کے فضل سے واقف زندگی ہے اور جامعہ احمدیہ یوکے میں درجہ خامسہ کا طالب علم ہے، سے بھی اسی طرح محبت اور اکرام سے پیش آتے۔ بوقت رخصت لازمی حسب توفیق جیب خرچ دیتے۔ مجھے جب بھی فون کرتے یا میں آپ کو فون کرتا تو آپ کی کوشش ہوتی کہ مختصر بات کریں۔ کہتے تھے کہ آپ کا وقت قیمتی ہے اسے ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ ڈگری میں مرکز سے آنے والے اکثر مہمان اور انسپکٹران ہمارے ہاں قیام کرتے تھے۔ ان کے قیام وطعام کا عمدہ بندوبست کرتے اور ہمیشہ کوشش ہوتی کہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھیں۔

لواحقین

اللہ تعالیٰ نے آپ کو 6 بیٹیوں مکرمہ وجیہ نصرت صاحبہ اہلیہ مکرم طارق محمود صاحب مرحوم، مکرمہ فریدہ عشرت صاحبہ مرحومہ اہلیہ مکرم خالد احمد صاحب رسلز ہائم جرمنی (آپ 2012ء میں وفات پا گئی تھیں) مکرمہ شاہدہ ندرت صاحبہ اہلیہ مکرم وحید احمد صاحب نوئے ہوف جرمنی، مکرمہ بشریٰ قدسیہ صاحبہ اہلیہ مکرم امتیاز احمد نوید صاحب مربی سلسلہ سڈنی آسٹریلیا، مکرمہ رابعہ سعدیہ صاحبہ اہلیہ مکرم عطاء الرحمان صاحب آلزائے جرمنی، مکرمہ عطیۃ الشافی صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد خان صاحب رسلز ہائم جرمنی اور 4 بیٹوں مکرم سردار احمد محمود صاحب رسلز ہائم جرمنی، خاکسار افضال احمد توقیر (نیشنل سیکرٹری وصایا و افسر جلسہ سالانہ بیلجیئم)، مکرم عبدالہادی سیف صاحب رسلز ہائم اور مکرم احمد عمر ارسلان صاحب رسلز ہائم سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے سب بچے صاحب اولاد ہیں۔ آپ کی وفات کے وقت آپ کے 39 پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اور 11 پڑنواسے اور نواسیاں ہیں۔ الحمد للہ۔ آپ کے ایک پوتے عزیزم ابدال احمد توقیر جامعہ احمدیہ یوکے میں درجہ خامسہ کے طالب علم ہیں اور جلسہ سالانہ یوکے اور جرمنی میں جرمن سے فرنچ اور فرنچ سے جرمن ٹرانسلیشن کرنے کی سعادت پاتے ہیں۔

تعلق باللہ

آپ لڑکپن ہی سے پنج وقتہ نمازوں کے عادی تھے۔ نہ صرف خود نمازیں پڑھتے بلکہ اپنے اہل خانہ کی نمازوں کا بھی خیال رکھتے۔ اس وقت محترم والد صاحب اور والدہ مرحومہ ایک اپارٹمنٹ میں اکیلے رہتے تھے لیکن نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ ہماری والدہ مرحومہ کہتی تھیں کہ میں تمہارے ابو کی جوانی کی نمازوں اور عبادات کی گواہ ہوں۔ کلینک سے واپسی پر نماز عشاء عموماً باجماعت پڑھاتے۔ آپ کی پسندیدہ سورتوں میں جو آپ عموماً نماز عشاء میں پڑھتے تھے، سورۃ البقرہ کی آخری 3 آیات اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 191 تا 195 تھیں۔ یہ آیات ہمیں آپ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے ہوئے خود بخود حفظ ہوگئی تھیں۔

تلاوت قرآن کریم بھی بلا ناغہ اور اونچی آواز میں کیا کرتے۔ جب ہم پاکستان میں تھے تو پاکستان میں نامساعد حالات کے باوجود صبح سویرے گھر کے صحن میں بیٹھ کر اونچی آواز میں تلاوت کرتے تھے اور ہمیں بھی تلاوت قرآن کریم کی تلقین کرتے۔ کثرت تلاوت کی وجہ سے آپ کو قرآن کریم اتنا یاد ہوگیا تھا کہ ہم بچوں میں سے اگر کوئی غلط تلفظ سے کوئی لفظ ادا کرتا تو دور ہی سے اُس لفظ کی تصحیح فرمادیتے تھے۔

احادیث مبارکہ بھی آپ کو بہت زیادہ حفظ تھیں۔ ہر موقع اور ہر کام کے وقت آپ کے مدنظر کوئی نہ کوئی حدیث ضرور ہوتی اور آپ اپنی گفتگو میں اُس کا حوالہ بھی دیتے۔ سیرت النبی ﷺ کی کتب بھی زیر مطالعہ رہتی۔ غرض آپ کی ساری عمر احکام خداوندی اور احکام رسول کے تابع ہی گذری۔

مالی قربانی

اللہ کے فضل سے 1958ء میں محض 19 سال کی عمر میں وصیت کر کے نظام وصیت کے بابرکت حصار میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ شادی کے بعد فوری طور پر ہماری والدہ صاحبہ کی بھی وصیت کروائی۔ وفات کے وقت آپ کے تمام حسابات مکمل تھے۔

پاکستان میں آپ اپنی کلینک کی روزمرہ کی آمدن پر پہلے چندہ نکالتے اور پھر گھریلو اخراجات کی رقم اور اپنے کلینک کے اخراجات کے لئے رقم نکالتے۔ اپنے والدین اور دیگر بزرگوں کے تحریک جدید کے کھاتے زندہ رکھے ہوئے تھے۔ ہر مالی قربانی میں ہمیشہ اپنا حصہ ڈالتے۔

میری ایک ہمشیرہ بتاتی ہیں کہ وہ اپنی مالی کمزوری کی وجہ سے چندہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتی تھی۔ ایک دن انہوں نے ابوجان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اپنی آمدنی میں سے سب سے پہلے چندہ ادا کیا کرو باقی اخراجات خود بخود پورے ہوجایا کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے چندہ کی برکت سے ان کی تمام مالی پریشانیوں کو دُور کر دیا۔

خدمت خلق

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ ایک نافع الناس وجود تھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ پاکستان میں بھی کبھی کسی مریض کا علاج پیسے کے لئے نہیں کیا جس نے جتنی فیس دے دی لے لی۔ کبھی اصرار نہیں کیا کہ نہیں جتنی فیس بنتی ہے اُتنی ہی دیں بلکہ اگر کسی کے پاس پیسے نہیں بھی ہوتے تھے تو اُسی شفقت اور توجہ سے علاج کرتے۔

جرمنی آنے کے بعد بھی لوگ آپ سے اپنے علاج کے لئے مشورہ مانگتے۔ آپ انہیں ادویات تجویز کر دیتے اور بعض نسخے لکھوا دیتے۔ بعض اوقات پاکستان سے ادویات منگوا بھی دیتے تھے۔ ہماری اپنی جماعت میں کم از کم 4 گھروں میں ان کے تجویز کردہ نسخہ جات استعمال کئے گئے اور اللہ کے فضل سے آج وہ صاحب اولاد ہیں۔ الحمد للہ۔

ہیومنٹی فرسٹ میں ہر ماہ باقاعدگی سے ایک مخصوص رقم ادا کرتے جو کہ ان کے بینک اکاؤنٹ سے خودکار طریقے سے ہیومنٹی فرسٹ کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتی تھی۔

اگر آپ کو بیلجیئم میں کسی چیریٹی پروگرام یا مسجد فنڈ ڈے کے انعقاد کا علم ہو جاتا (چاہے وہ پروگرام لجنہ ہی کی جانب سے منعقد کیا جاتا) تو کہتے کہ میری جانب سے بھی اُس میں حصہ ڈال دیں۔

میرے ایک بہنوئی نے پاکستان میں دوسری شادی کی ہوئی تھی۔ جب ان کی وفات کے بعد آپ کو جب معلوم ہوا کہ پاکستان میں ان کے بچوں کی مالی حالت اچھی نہیں تو آپ انہیں بھی ہر ماہ کچھ رقم بلاناغہ بھجواتے۔

تربیت اولاد

آپ عالم باعمل انسان تھے۔ ہر وہ کام جس کی کسی کو تلقین کرتے آپ پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوتے۔ مجھے نہیں یاد کہ آپ ہمیں بہت زیادہ نصیحتیں کرتے تھے بس آپ نے اپنا عمل ہی ہمیں دکھایا اور اسی کو ہم نے فالو کیا چاہے وہ نمازوں کی ادائیگی ہو یا چندوں کی ادائیگی ہو، خدمت خلق ہو یا جماعتی خدمت، ان سب کو اول وقت میں ادا کرنا ہم نے آپ ہی سے سیکھا۔

آپ کے والد صاحب آپ کے زمانہ طالب علمی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ اپنی والدہ کے ساتھ ملکر آپ نے اپنے 9 بہن بھائیوں کی تعلیم وتربیت کا بیڑہ اُٹھایا اور ان کی بہترین تعلیم و تربیت کرنے کی کوشش کی۔ ہمارے ایک چچا مکرم افضال احمد صاحب بہاولپور میں پروفیسر تھے۔ ایک چچا مکرم اقبال احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے نیشنل فرٹیلائزر کمپنی پاکستان میں نمایاں عہدہ عطا کیا تھا۔ ایک چچا مکرم نعیم احمد صاحب کو عرصہ دراز تک جلسہ سالانہ جرمنی میں بطور ناظم سپلائی خدمت کی توفیق ملی۔ ایک چچا مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب اللہ کے فضل سے ایم بی بی ایس ڈاکٹر بطور رکن خصوصی مجلس انصار اللہ جرمنی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک پھپھو پرائمری اسکول کی ٹیچر اور دوسری ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹریس کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئیں۔

آپ نے اپنی اولاد کی بھی نہایت اچھی تربیت کی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ہم سب کے دلوں میں پیدا کی۔ ہمیں اس بات کا یقین دلایا کہ تمام حاجت کا حاجت روا صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔ آپ کثرت سے یہ حدیث دہراتے تھے کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ بچپن میں ہمیں نمازوں کی جانب مختلف طریقوں سے راغب کرتے تھے۔ فجر کی نماز وقت پر نہ پڑھنے والوں کا جیب خرچ بند کر دیتے اور اگر ثابت ہوجائے کہ کسی نے نماز پڑھی ہی نہیں تو ناشتہ بھی نہیں ملتا تھا صرف اس ایک معاملہ میں سختی کرتے تھے باقی میں نے انہیں ہر معاملہ میں نہایت شفیق ومہربان پایا۔

میں جب پرائمری اسکول پاس کر کے ہائی اسکول گیا تو وہ ہمارے گھر سے کافی دور تھا۔ اُن دنوں ایک لال رنگ کی سہراب سائیکل پورے چین کور کے ساتھ مجھے بے انتہا پسند تھی جس کا میں نے ابوجان سے اظہار بھی

کر دیا۔ ایک دن جب میں اسکول سے لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر میں کوئی بھی نظر نہیں آرہا اور صحن کے بیچوں بیچ وہی سائیکل کھڑی ہے۔ میں خوشی سے سائیکل کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا کہ سب گھر والے جو مختلف جگہوں پر چھپے ہوئے تھے نکل کر سامنے آگئے اور مبارک باد دینے لگے۔ والد صاحب اپنے جذبات کا منہ سے بہت کم اظہار کیا کرتے تھے لیکن اپنے عمل سے بتا دیتے تھے کہ وہ ہم سے کتنی محبت کرتے ہیں۔

10 جنوری 2021ء کو ہماری والدہ صاحبہ کی وفات پر ہم بہن بھائیوں کو ان الفاظ میں مطلع کیا

’’باسمہٖ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ دل توں جان فدا کر‘‘

آپ نے نہایت صبر اور حوصلہ کے ساتھ اس خبر اور غم کو برداشت کیا۔ ان دنوں مجھ سمیت ہم میں سے 4 بہن بھائیوں کو کورونا وائرس کی وجہ سے قرنطینہ کرنا پڑ گیا تھا۔ روٹین کے مطابق ہم سب کو باری باری فون کرتے اور خیریت پوچھتے رہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تجویز فرمودہ نسخہ جات کے استعمال کی تلقین کرتے رہے۔ ایک آنسو نہیں بہایا۔ چھوٹے بھائی عزیزم عبدالہادی جو کہ ان کے ساتھ ہی تھا نے کہا کہ ابو جان! آپ رولیں۔ روکیوں نہیں لیتے؟ اس پر آپ نے کہا ’’تمہیں کیا پتا کہ میں نہیں روتا۔ میں نے جہاں اور جس کے حضور رونا ہوتا ہے میں رو لیتا ہوں۔

والدہ صاحبہ کی تدفین ان کی وفات کے چوتھے روز ہوئی۔ تدفین کے بعد جب گھر واپس تشریف لائے تو شام کو ہماری بڑی بہن مکرمہ وجیہہ نصرت صاحبہ سے کہا کہ جاؤ! حلوہ بنا کر لاؤ۔ آنحضور ﷺ نے 3 روز تک سوگ منانے کی اجازت دی ہے اور آج وہ پورے ہوگئے ہیں۔ اب سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں لگ جائیں۔ اس مشکل وقت اور تکلیف کی گھڑی میں پورے خاندان کو سنبھالا اور وفات تک بالکل بھی اپنے غم کا اور دکھ کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ہمیشہ کی طرح اپنی روٹین کو جاری رکھا۔ اپنے کھانے پینے اور ادویات کو بھی روٹین کے مطابق لیتے رہے۔ آپ زندگی سے محبت کرنے والے اور اس سے لطف اندوز ہونے والے تھے۔ اسے خدا تعالیٰ کی ایک امانت سمجھتے تھے اور ہمیشہ اس کی حفاظت کی۔

آپ ایک نہایت خود دار اور شرم و حیا والے انسان تھے۔ قریباً 83 سال عمر پائی۔ آخری وقت تک اپنے الگ اپارٹمنٹ میں قیام پذیر رہے۔ کسی بچے کے گھر جا کر نہیں رہتے تھے۔ چند گھنٹوں سے زیادہ کسی بھی بیٹے یا بیٹی کے گھر رہنا گوارہ نہیں تھا۔ اپنا کھانا والدہ خود بناتی تھیں۔ بازار سے سودا سلف لانے کا کام آپ کے بیٹے اور نواسے نواسیاں کر دیتے تھے۔ اکثر اپنی چیزیں آن لائن آرڈر کر کے منگوا لیا کرتے تھے۔ صفائی البتہ بیٹیاں اور بہوئیں کر جاتی تھیں لیکن کبھی کسی کو کہا نہیں۔ ایک ہی شہر میں آپ کی 3 بیٹیاں اور 3 بیٹے رہائش پذیر تھے۔ صبح سے شام تک بچوں کا آنا جانا لگا رہتا اور آپ کا کچن آباد رہتا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ والدہ صاحبہ اور والد صاحب نے جو چولہا 55 سال پہلے جلایا تھا وہ آخری دم تک جلا کر رکھا۔ ان کے گھر میں جب بھی باہر کے مہمانوں کی آمد متوقع ہوتی یعنی ان کے بہن بھائیوں میں سے کسی نے آنا ہوتا تو اس وقت فون کر کے اپنی بیٹی مکرمہ عطیۃ الشافی صاحبہ کو بلاتے اور ان کی ضیافت کے اہتمام کا کہتے۔ آپ کے بچوں میں سے سب ہی نے آپ کی بہت خدمت کی توفیق پائی لیکن خاکسار خاص طور پر اپنی ہمشیرہ عزیزہ عطیۃ الشافی، بھائی عزیزم احمد عمر ارسلان اور عزیزم عبدالہادی سیف اور ہمشیرہ مکرمہ وجیہ نصرت صاحبہ کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے آخری ایام میں ان کی نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں بے انتہا اجر سے نوازے۔ باقی بچے بھی باوجود دور رہنے کے کوشش کر کے آتے تھے اور حسب توفیق خدمت کر جاتے تھے۔ لیکن ایک نظر سے دیکھا جائے تو وہ آخری عمر تک ہماری ہی خدمت کرتے چلے گئے۔ کبھی کسی کو کوئی نسخہ دے دیا، کسی کی مالی مدد کر دی تو کسی کے بچوں کے شادی بیاہ اور گھریلو معاملات میں ان کی رہنمائی فرماتے رہے۔ اپنے تمام چندہ جات ادا کر کے یا ان کا انتظام کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حتٰی کہ اپنی تدفین کی رقم بھی الگ سے محفوظ کی ہوئی تھی کہ بچوں پر بار نہ پڑے۔

آپ باہمت اور باحوصلہ اتنے تھے کہ ان کی وفات کے بعد چھوٹے بھائی نے بتایا کہ کیا آپ کو پتا تھا کہ ابو جان کو کینسر بھی ہوا تھا؟ میں حیران ہوا کہ نہیں مجھے تو بالکل علم نہیں اور نہ کبھی انہوں نے ذکر کیا۔ ایک بار والدہ محترمہ نے ہلکا سا ذکر کیا تھا کہ ان کو مثانے کے کینسر کا اندیشہ ہے لیکن بعد میں وہ بھی کہنے لگیں کہ نہیں ٹھیک ہے۔ قریباً عرصہ 9 یا 10 سال سے انہیں پیشاب کی نالی لگی ہوئی تھی جو کہ اُسی وجہ سے لگی تھی۔ ہمیں صرف اتنا بتایا کہ مثانہ کمزور ہوگیا ہے اور پیشاب پر اختیار نہیں رہتا۔ بیحد صفائی پسند تھے۔ اپنے لباس اور بدن کی صفائی کا مکمل خیال رکھتے۔ اس صورتحال میں لباس یا جسم سے بدبو آنا ایک نارمل سے بات سمجھی جاتی ہے لیکن آپ کے پاس سے کبھی کسی قسم کی بدبو نہیں آئی۔ بہت صبر اور حوصلے کے ساتھ قریباً 10 سال اس بیماری کے ساتھ گذارے اور کبھی شکوہ تک زبان پر نہیں لائے۔ زبان کو ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رکھتے اور ہمیشہ شکر کے کلمات ادا کرتے۔

28 فروری کو آپ نے ایک نکاح بھی پڑھایا تھا۔ ماشاء اللہ آخری دن تک اپنے سارے کام اپنے ہاتھوں سے انجام دیئے۔

3 مارچ کی صبح انہیں کارڈیو ریسٹ ہوا اور 4 مارچ کی شام چھ بجکر 38 منٹ پر آپ اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

8 مارچ 2021ء کو آپ کا جنازہ آپ کے پوتے عزیزم ابدال احمد توقیر نے پڑھایا۔ ہم چاروں بھائیوں نے اسی روز صبح اپنے والد صاحب کو غسل دینے اور کفن پہنانے کی توفیق پائی۔ دوپہر ایک بجے آپ کی تدفین والڈفریڈ ہوف رسلز ہائم میں اماناً کی گئی۔

بقیہ: دربار خلافت..... از صفحہ 2

دینے والے مبلغ کہتے ہیں کہ جنون کی حد تک بڑھا ہوا ہے اور بعض جماعتیں بھی ان کے ذریعے سے قائم ہوئیں۔ پھر امیر صاحب گیمبیا کہتے ہیں کہ اپر ریور ریجن (Upper River Region) میں ایک گاؤں ’’سرائے محمود‘‘ کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں ہماری اپنی مسجد ہے جہاں احمدی اور غیر احمدی اکٹھے نماز ادا کرتے ہیں۔ دو مہینے پہلے پڑوس کے گاؤں میں غیر احمدیوں نے اپنی مسجد تعمیر کر لی۔ ’’سرائے محمود‘‘ سے ایک غیر احمدی نے اس نئی مسجد میں جا کر جمعہ کی نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جمعہ کی صبح نماز فجر کے بعد وہ جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گیا اور واپس گھر آ کر جمعہ سے قبل کچھ دیر کے لئے سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ غیر احمدیوں کی تعمیر کردہ مسجد میں جمعہ پڑھنے جا رہا ہے تو خواب میں اُسے دکھایا گیا کہ جس مسجد کو تم چھوڑ کر جا رہے ہو یعنی احمدیوں کی مسجد، وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں زیادہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے بہ نسبت اُس مسجد کے جہاں تم اب نماز پڑھنے جا رہے ہو۔ جاگنے کے بعد وہ احمدیہ مسجد میں گئے اور وہاں جمعہ کی نماز ادا کی اور اپنی خواب سنائی اور کہا کہ اب مجھ پر حقیقت کھل گئی ہے اور احمدیت واقعی سچی ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی اور بڑے مخلص احمدی ہیں۔

گیمبیا کے امیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ وہاں ایک گاؤں ہے کنفینڈا (Kanfenda)، وہاں کے سامبا جالو (Samba Jallow) صاحب ہیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ کچھ سفید فام لوگ پاکستانی لباس میں کسی مقام پر چڑھے ہیں۔ یہ صاحب پوچھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اُن کو جواب ملتا ہے کہ یہ لوگ قادیان سے ہیں اور جس مہدی نے اس زمانے میں آنا تھا یہ اُس کے ساتھ ہیں۔ سامبا صاحب نہیں جانتے کہ قادیان کیا ہے اور کہاں ہے؟ خواب میں سامبا صاحب نے دیکھا کہ سورج اور چاند ایک دوسرے کے پیچھے مغرب سے مشرق کی طرف جا رہے ہیں اور اس طرح کہ سفید فام لوگ اُسے بتاتے ہیں کہ یہ مہدی کے آنے کی علامت ہے۔ جب سامبا صاحب فرافینی ٹاؤن میں آئے تو وہاں اُنہوں نے امیر صاحب گیمبیا کو دیکھا اور اُنہوں نے دیکھتے ہی کہا کہ ایسے ہی افراد تھے جو اُنہیں خواب میں دکھائی دیئے۔ اُنہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا تو اُنہوں نے وہیں بیعت کر لی۔ بیعت سے قبل سامبا صاحب مُلّاؤں کے پیچھے لگ کر مشرکانہ زندگی گزار رہے تھے۔ بیعت کے بعد یہ صاحب پنجوقتہ نمازی ہیں اور مالی معاونت میں بڑے پیش پیش ہیں۔ جماعتی چندوں میں بڑے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایک پاکیزہ زندگی گزار رہے ہیں۔ پھر ایک صاحب ہیں محمد رمضان صاحب، کافی دیر کی بات ہے کہ یہ ہمارے ایک مشنری کے پاس آئے۔ ہمارے مبلغ محمود شاد صاحب جو شہید ہو گئے ہیں یہ اُس وقت تنزانیہ میں تھے یہ اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ تو مَیں نے پوچھا کہ کیا آپ نے جماعت کا تعارف حاصل کیا ہے یا ویسے ہی آپ آئے ہیں۔ کہنے لگے مَیں پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکا ہوں۔ اب مجھے تیسری دفعہ خواب میں رہنمائی کی گئی ہے۔ اس لئے آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ لازماً بیعت کرنی ہے۔ اُس نے بتایا کہ اُس نے خود خدا سے رہنمائی مانگی تھی کہ سچے لوگ کون ہیں اور خواب میں مجھے تین دفعہ موروگورو کی احمدیہ مسجد دکھائی گئی اور آخری دفعہ تو مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ مَیں ایک پہاڑی پر ہوں جہاں نور ہی نور ہے اور میرے ساتھی جو مجھے احمدیت سے روکتے تھے بہت نیچے ہیں۔ چنانچہ آج مَیں بیعت کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے بیعت فارم پُر کیا اور ساتھ اُس کے بعد فوری طور پر چندوں کی ادائیگی بھی شروع کر دی اور کہا کہ مَیں نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا۔

الجزائر کے ایک (دوست) محمد رابح صاحب ہیں۔ کہتے ہیں ایک سال سے زائد عرصہ سے مَیں ایم۔ ٹی۔ اے دیکھ رہا تھا۔ شروع میں وفاتِ مسیح، دجّال اور امام مہدی وغیرہ کے بارے میں جماعت کے خیالات سُن کر تعجب ہوا۔ استخارہ کرنے پر خواب میں دیکھا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب اور شریف صاحب کے ساتھ ایک مسجد میں ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہیں امام مہدی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ مَیں نے کہا کہ استخارہ سے۔ مجھے شروع سے ہی امام مہدی کے ظہور کا انتظار اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا شوق تھا۔ یہ کہتے ہیں اُس کے بعد مَیں احمدی ہو گیا لیکن دوست احباب مجھے چھوڑ گئے۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ صرف خدا کی رضا چاہتا ہوں۔ اور بیعت کی درخواست کی۔

(خطبہ جمعہ 8/ جولائی 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ترجمہ وتلخیص مدثر ظفر

دنیا کا مہنگا ترین ٹریفک جام

مارچ 2021ء کے اختتام پر ایسا غیر متوقع واقعہ رونما ہوا جس نے بین البراعظم عالمی تجارت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔اس کا ذمہ دار صرف ایک مال بردار جہاز اور اس پر سوار پچیس افراد کا عملہ تھا۔

Ever given نامی بحری جہاز جس کا تعلق میگا کنٹینر کی نئی کلاس سے تھا ملائیشیا کی بندرگاہ سے روانہ ہوا تھا جس کی منزل پورٹ آف ریٹرڈم (نیدرلینڈ) تھی۔اس مال بردار جہاز کی لمبائی کم و بیش ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ کے برابر ہے جو کہ چار سو میٹر ہے۔یہ مال بردار بحری جہاز کتنا بڑا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں 20124 کنٹینز لے جانے کی صلاحیت ہے۔ان جہازوں کا موزوں ترین اور مختصر ترین راستہ نہر سویز سے ہو کر گزرتا ہے جو مصر میں ہے۔یہ کینال 1869 میں تجارتی راہداری کے طور پر استعمال ہونا شروع ہوئی۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ یہ نہ صرف ایشیاء اور یورپ کے درمیان مختصر ترین تجارتی راستہ ہے بلکہ چین اور دیگر ایشیائی ممالک سے یورپ تک سامان پہنچانے کے لیے موزوں ترین ہے۔یہی وجہ ہے کہ سوئز کینال کو عالمی سطح پر بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔پوری دنیا کے تجارتی جہازوں کا بارہ فیصد گزر اسی راستہ سے ہوتا ہے۔روزانہ اوسطاً اکاون جہاز سوئز کینال سے گزرتے ہیں جن پر لدے سامان جن میں تیل، گیس، اشیاء خوردونوش سمیت ہرقسم کے تجارتی مال کا تخمینہ نو بلین ڈالر ہے۔یہ نہر مصر کی جغرافیائی اہمیت کے ساتھ مصر کا زرمبادلہ کمانے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔گزشتہ سال یہاں سے گزرنے والے جہازوں سے پانچ بلین ڈالر فیس کی مد میں وصول کیے گئے۔اس کی اہمیت کے پیش نظر ماضی میں سوئز کینال پر قبضہ کے لیے جنگیں بھی لڑی گئیں۔

اگر یہ نہر نہ ہو تو یہاں سے گزرنے والے جہازوں کو تین ہزار آٹھ سو کلومیٹر والا لمبا راستہ اختیار کرنا پڑے گا اور دس دن اضافی اس فاصلہ کو طے کرنے میں درکار ہوں گے۔اس کا مطلب ہے ایندھن اور عملہ پر زیادہ خرچ کے ساتھ دیر سے پہنچنا۔یہی وجہ ہے کہ سوئز کینال گلوبل شپنگ انڈسٹری کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔اس نہر کی طویل بندش عالمی بحران پیدا کرسکتی ہے۔اس حادثہ سے پہلے سوئز کینال ماضی میں دو بار بند ہوئی ہے۔لیکن اس بار نہر کی بندش نے عالمی تجارت کو بہت بڑے نقصان سے دوچار کیا۔کیونکہ ماضی کے مقابلہ میں اس راستہ سے تجارتی ہجوم بہت بڑھ چکا ہے۔

ایورگیون بیس ہزار کنٹینر لاد کر اپنی منزل کی جانب رواں تھا،سب کچھ معمول کے مطابق تھا جہاز سوئز کینال پر پہنچا جہاں SCA سوئز کینال اتھارٹی جو کہ اس ٹریفک کو کنٹرول کرنے کی ذمہ دار ہے انہوں نے اپنے دو آفیشل ایورگیون جہاز پر بھیجے۔(ہر جہاز کے ساتھ اس اتھارٹی کے آفیشل جہاز پرسوار ہو کر نہر سے گزرنے تک جہاز میں رہ کر نگرانی کرتے ہیں)23 مارچ کی صبح 7:30 بجے جب جہاز کینال میں گزر رہا تھا کہ ریت کے طوفان نے آلیا۔طوفان اتنا شدید تھا کہ حد نگاہ صفر ہوکر رہ گئی۔تیز ہوا کے تھپیڑوں نے جہاز کو ایک طرف دھکیلنا شروع کیا۔جہاز کو متوازن اور سیدھا رکھنے کی تمام تر کوششیں ناکام ہوگئیں۔جہاز نہر میں جس جگہ موجود تھا یہاں سے نہر بہت تنگ ہے یہی وجہ ہے کہ اس گزرگاہ کا یہ حصہ بہت خطرناک سمجھا جاتا ہے۔یہاں نہر کی چوڑائی صرف دو سو میٹر ہے اور چار سو میٹر لمبا جہاز اس میں آڑھا ترچھا نہر کے کناروں میں اس طرح پھنس گیا کہ اطراف سے کوئی چھوٹی سی کشتی گزرنے کی جگہ بھی نہ بچی اور نہر سوئز کا پورا سسٹم صرف ایک جہاز کی بدولت آن کی آن میں تباہ ہوکر رہ گیا۔

حکومت مصر نہر کو چوڑا کرنے کی کوششیں کافی عرصہ سے کر رہی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جہازوں کے حجم میں بھی اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا اور اب حالات یہ ہو چکے ہیں کہ نہر سوئز میں سے ان بڑے جہازوں کا گزرنا محال ہوتا جارہا تھا۔یہی وجہ تھی کہ 2012ء سے 2018ء کے درمیان حکومت مصر نے آٹھ بلین ڈالر کی خطیر رقم نہر سوئز میں مختلف جگہوں پر اضافی چینل بنانے پر خرچ کی جس کا مقصد تھا کہ اگر کسی جگہ پر جہاز نہر میں پھنس جائے تو دیگر جہازوں کے لیے متبادل گزرگاہ موجود ہو۔لیکن بدقسمتی سے ایورگیون جہاں پھنسا وہاں کوئی متبادل چینل ابھی نہیں بنی تھی صرف ایک ہی تنگ راستہ تھا۔یہ ایسی ہی صورتحال تھی جیسے پوری ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ دوسوفٹ چوڑی نہر میں لٹادی گئی ہو۔نتیجۃً نو بلین ڈالر مالیت کا روزانہ کی بنیاد پر گزرنے والا تجارتی سامان منجمد ہوکر رہ گیا۔یعنی اس ٹریفک جام کے ہر گھنٹے کی مالیت چار سوملین ڈالر (قریباً باسٹھ ارب روپے) تھی۔اس طرح یہ دنیا کا اب تک کا سب سے مہنگا ٹریفک جام ثابت ہوا۔اس حادثہ کے فوراً بعد پندرہ مزید مال بردار جہاز جو ایورگیون کے پیچھے تھے وہ بھی بندھ کر رہ گئے ان کے لیے پیچھے مڑنا ناممکن تھا۔ہر گزرتے لمحے جہازوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔نہر کی بندش کے محض کچھ دنوں کے اندر اس گزرگاہ کے باہر انتظار کرنے والے جہازوں کی تعداد تین سوتک جا پہنچی۔اکیسویں صدی کا بدترین ٹریفک جام چل رہا تھا جو بد سے بدتر ہوتا جارہا تھا۔

نئے آنے والے جہازوں کے لیے بہت مشکل صورتحال تھی کہ وہ یہیں پر لنگر انداز ہوکر راستہ کھلنے کا انتظار کریں یا ماضی میں استعمال ہونے والے لمبے اور مہنگے راستہ پر جہازوں کو ڈال دیں جس پر انہیں اندازاً چھبیس ہزار ڈالر روزانہ کی بنیاد پر ایندھن و عملہ کی دیگر اضافی ضروریات کا خرچ برداشت کرنا پڑتا۔

نہر سوئز سے روزانہ ایک سو چھ جہاز گزارنے کی سکت ہے لیکن نہر کی بندش سے قطار میں لگے جہازوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔اس کے ساتھ ہی پورے یورپ اور ایشیاء کے درمیان اشیائے خوردونوش اور تیل کی سپلائی میں تعطل کے باعث ان کی قیمتوں میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا۔اس ٹریفک جام کے باعث یورپ اور ایشیاء میں کارگو کنٹینر کی فراہمی میں بہت بڑے پیمانے پر تعطل پیدا ہوگیا۔

جہاز کو نہر کے اطراف سے آزاد کرنے کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔جہاز کے نیچے سے ریت چوسنے والی مشینری کو استعمال کرنے کے ساتھ کرینوں سے بھی جہاز کے نیچے سے ریت ہٹائی گئی مگر ہر طریقہ بے سود ثابت ہوا۔Tug Boat (ایسی چھوٹی مگر طاقتور کشتیاں جو بڑے جہازوں کو کھینچتی ہیں) کے بیڑے کی مدد سے جہاز کو کھینچنے کی کوشش بھی سود مند ثابت نہ ہوئی۔

مدوجزر سمندر کے پانی کے اتار چڑھاؤ میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔مد کا دورانیہ بارہ گھنٹے پچیس تک رہتا ہے جس کے بعد چھ گھنٹے تک پانی اترتا ہے جو کہ جزر کا دورانیہ ہے۔مدوجزر کے اس دورانیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کارکن جہاز کو کناروں کے سے پرے دھکیلنے کا کام کرتے جب سمندر مد کی کیفیت میں ہوتا تھا۔سرتوڑ کوششیں آخرکار کامیاب ہوئیں اور سوموار29مارچ 2021 کو جہاز نہر کے کناروں سے ہٹالیا گیا اور ٹریفک معمول کے مطابق بحال کردی گئی۔لیکن اس کے باوجود ٹریفک کے بہاؤ میں جو تعطل پیدا ہوا تھا اس کو معمول پر آنے میں کافی وقت لگا کیونکہ سینکڑوں جہاز اپنی باری کے انتظار میں کینال کے باہر اکٹھے ہو چکے تھے۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے زیر اہتمام رمضان اور عید کے تحائف کی تقسیم

اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے امسال رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو 120 خاندانوں میں ضروریات زندگی تقسیم کرنے کا موقع ملا۔ الحمد للہ۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ جس علاقہ میں واقع ہے وہاں کے تین محلہ جات کے سرکاری نگرانوں کی مدد سے مستحق افراد کی فہرست بنائی گئی، بعد ازاں ان افراد کو دعوت نامہ بھجوایا گیا۔ تقسیم تحائف کے لئے مورخہ 12 مئی 2021 کو ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس تقریب میں ضلعی کمشنر بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے، ان کے ساتھ ساتھ لوکل کونسلر، ناظم علاقہ، اور ان کی مقامی کابینہ کے تمام افراد نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، جس کے بعد طلبہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی زبان میں قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ تنزانیہ نے مہمانان کا تعارف کروایا اور انہیں خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد باقاعدہ طور پر تقسیم تحائف کا آغاز ہوا۔ ایک سو بیس (120) خاندانوں میں 1.8 ملین تنزانین شلنگز کا راشن تقسیم ہوا، جس میں 10 کلو مکئی کا آٹا، 2 کلو چاول اور 2 کلو مہاراگے بینز ہر خاندان میں تقسیم کئے گئے۔ تقبل اللہ۔ مہمانان نے حاضرین سے مختصراً خطاب بھی کئے۔

ڈسٹرکٹ کمشنر موروگورو مکرم بکری مسولوا صاحب نے جامعہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ تنزانیہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اظہار تشکر کیا اور میڈیا کے توسط سے دیگر مذاہب اور اداروں کو بھی تلقین کی کہ وہ جماعت احمدیہ کی طرح عوام الناس کی خدمت کے جذبہ میں اپنا اپنا حصہ ڈالیں تا کہ محبت و یکجہتی کی فضا مزید مضبوط ہو۔

پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ تنزانیہ نے حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ غرباء میں آج جو تحائف تقسیم کئے جا رہے ہیں اس کا مقصد خدمت انسانیت اور حکومت کی تحریک پہ لبیک کہنا ہے جو وقتاً فوقتاً مختلف کمیونٹیز کو اس عمل کی ترغیب کرتی رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آج کی تقریب کا مقصد اپنے ہم وطن پڑوسیوں کو رمضان اور عید کی خوشیوں میں شریک کرنا بھی ہے۔

مقامی ناظم علاقہ محترم حمیس نڈاواٹا صاحب نے جامعہ انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ کے لئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ بھی اس کارخیر میں حصہ ڈالنا چاہیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ ناظم علاقہ نے اعتراف کیا کہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ اور جماعت احمدیہ مقامی علاقہ کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ صف اول میں نظر آتے ہیں اور اپنے ہم وطن پڑوسیوں سے قریبی تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے مزید بتایا کہ حال ہی میں جامعہ انتظامیہ کی طرف سے مقامی علاقہ کے سرکاری سیکنڈری سکول کی تعمیر و توسیع کے لئے سیمنٹ کے تھیلے بطور تحفہ دیئے گئے۔

تقریب کے اختتام میں مکرم و محترم پرنسپل صاحب جامعہ نے مہمان خصوصی ڈسٹرکٹ کمشنر موروگورو کو قرآن کریم (سواحیلی ترجمہ) اور جائے نماز کا تحفہ پیش کیا۔ اس تقریب کی میڈیا کوریج کے لئے مختلف مقامی وملکی ٹی وی چینلز کے نمائندہ صحافی بھی تشریف لائے۔ جس کے نتیجہ میں اخبار و ٹی وی نیوز چینلز کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر جماعت کا تعارف عوام الناس تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو جزائے خیر دے، اور اس کاوش کو اپنی جناب میں قبولیت بخشے۔ آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

16جون2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:10	19:04
مدینہ منورہ	04:01	19:12
قادیان	03:43	19:36
ربوہ	03:23	19:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:17	21:21